سلسلہ مطبوعات مجلس
۲۶۱

اقوام عالم کے درمیان اُمّتِ اسلامیہ کا حقیقی وزن

اور

دنیا میں اس کی کارکردگی کا

اصلی میدان

از:
مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

طبع اوّل

۱۴۱۶ھ ——————— ۱۹۹۵ء

کتابت ——————— حامد بستوی

صفحات ——————— انتیس ۲۹

طباعت ——————— لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)

قیمت ———————

—— باہتمام: ——

محمدؒ غفران ندوی

—— طابع و ناشر: ——

مجلسِ تحقیقات و نشریات اسلام

پوسٹ باکس نمبر ۱۱۹

ندوۃ العلماء

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

از: ــــــــــــــــ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

واضح ہو کہ زیر نظر رسالہ اس عربی مقالہ کا ترجمہ ہے جو خلیج عربی کی مشہور ریاست قطر کے مرکزی شہر اور دارالحکومت دوحہ میں ۱۲ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ کو ایک عظیم مجمع کے سامنے پیش کیا گیا اور اس کو سامنے رکھ کر زبانی خطاب کیا گیا، ریاست قطر کی طرف سے ہر سال وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ کے ادارہ الشؤن الاسلامیۃ کی طرف سے الموسم الثقافی الاسلامی (اسلامی تعلیمات کانفرنس) اور اجلاس عام ہوتے ہیں، جس میں عالم عربی واسلامی کی معروف وممتاز شخصیتوں کی تقریر یا مقالہ کے پڑھنے اور سننے کا انتظام کیا جاتا ہے، جس سے سامعین اور حاضرین کی دینی رہنمائی ہو اور ان کی معلومات میں اضافہ، اس سال (۱۴۱۵ھ ۱۹۹۵ء) میں اس کا، اول اجلاس اور تقریب تھی، اس موقعہ پر قطر کی وزارت اوقاف اور شؤن اسلامیہ کی طرف سے خاکسار کو شرکت اور خطاب کی باصرار دعوت دی گئی، خاکسار نے اپنی صحت ومصروفیت ایک رفیق سفر کی معیت کی ضرورت اور سفر کی تیاری کے سلسلہ میں تاخیر کا جو عذر کیا اس کو

www.abulhasanalinadwi.org

قبول کیا اور اصرار جاری رکھا، نتیجتاً خاکسار اپنے معاون حاجی عبدالرزاق رائے بریلوی اور اپنے محترم رفیق سفر اور معاون جناب الحاج عثمان صاحب حیدرآبادی کی جو سعودی ایرویز میں انجینیر کے عہدہ پر فائز ہیں اور رضا کارانہ طریقہ پر محض رفاقت و معاونت کے لیے طویل بیرونی سفروں میں ساتھ رہتے ہیں، ۱۲ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۹۵ء کو بمبئی سے دوحہ کے لیے روانہ ہوا، اگلے روز ۱۳ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۹۵ء کو ایک عظیم مجمع کے سامنے جو بعد مغرب جامع مسجد میں اکٹھا ہوا تھا، اور جس کے شرکا ہزاروں کی تعداد میں تھے، تیار شدہ مقالہ کو پڑھنے کے بجائے حاضرین کی کثرت کو دیکھ کر راقم نے عربی میں خطاب کیا اور مقالہ کا مضمون زبانی پیش کیا، جو عرب سامعین نے بڑے سکون و توجہ سے سنا، راقم کے خطاب کے بعد علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے (جو عالم عربی اور عہد حاضر کے ممتاز ترین علمائے شریعت اور دینی رہنماؤں میں امتیازی درجہ رکھتے ہیں، متعدد فاضلانہ کتابوں کے مصنف، قطر یونیورسٹی میں شعبۂ علوم شریعت کے صدر ہیں اور راقم سطور سے ۱۹۵۱ء میں جب راقم کا قیام کئی مہینے قاہرہ میں رہا خصوصی ربط و تعلق رکھتے ہیں، ۱۹۷۵ء میں ندوۃ العلماء کے پچاسی سالہ جشن میں بھی انھوں نے شرکت کی تھی) ایک پُرزور تقریر کی اور مقالہ پر تبصرہ اور اس کے مضمون کی پرجوش تائید کی نیز دارالعلوم ندوۃ العلماء کے امتیازات کا بڑی فراخ دلی اور بلند آہنگی کے ساتھ اعتراف و اظہار کیا۔

دوحہ کے شش روزہ قیام میں دوحہ یونیورسٹی کے تعلیمی اسٹاف اور تحقیقی کام

www.abulhasanalinadwi.org

کرنے والوں کی ایک نشست میں اس مقالہ کا حصہ پڑھا گیا جو واقع العالم الاسلامی وماھوالطریق السلیم لمواجہتہ واصلاحہ (عالم اسلامی کی موجودہ صورتحال اور اس کے مقابلہ و اصلاح کا صحیح طریق کار) کے عنوان سے لکھا گیا تھا، ایک خطاب خواتین کے ایک مجمع سے بھی ہوا جو پس دیوار اور پس پردہ تھیں، ان کے سوالات و استفسارات کا جواب دیا گیا، ایک خطاب دوحہ کے اردو داں طبقہ سے ہوا جو سیکڑوں کی تعداد میں دوحہ میں مقیم اور برسرکار ہیں ان کو بتایا گیا کہ سرزمین عرب پر رہنے والوں اور وہاں سے معاشی فائدہ اٹھانے والوں کے کیا فرائض اور ذمہ داریاں ہیں اور اس سرزمین کے جس سے انھوں نے دولت ایمان و قرآن پائی اور جس کو نبی آخرالزماں سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وطنی نسبت حاصل ہو کیا آداب اور حقوق ہیں'

پیش نظر مقالہ چوں کہ امت اسلامیہ کو (خواہ وہ عربی نژاد ہو یا عجمی) اس کا بنیادی عمل اور فریضہ یاد دلاتا ہے، اور یہ کہ میدان بدر میں قلت تعداد، قلت اسلحہ، اور قوتوں اور تعداد میں تفاوت عظیم کے باوجود خلاف قیاس اور خلاف تجربہ کس شرط اور امتیاز و خصوصیت کی بنا پر اس کو فتح و غلبہ عطا کیا گیا جس کے نتیجہ میں یہ عالم اسلامی اپنے تمام مظاہر عظمت و قوت اور وسعت و طاقت کے ساتھ وجود میں آیا اس مضمون اور پیغام کی اہمیت و افادیت کی بنا پر یہ مقالہ جو اصلاً عربی میں تھا اردو میں بھی شائع کیا جارہا ہے، اس کو عربی سے اردو میں منتقل کرنے کا کام راقم کے معاون عزیز و فاضل

www.abulhasanalinadwi.org

ڈاکٹر مولوی عبداللہ عباس ندوی صاحب (سابق استاذ ام القریٰ یونیورسٹی مکہ معظمہ، اور حال معتمد تعلیم دار العلوم ندوۃ العلماء) نے انجام دیا جو اس کے متعدد عربی تصنیفات و خطبات (بشمول کتاب "المرتضیٰ") کے ترجمے اور ان کو اردو میں ادیبانہ طریقہ پر منتقل کرنے کی خدمت انجام دے چکے ہیں، اور اس سلسلہ میں تحسین و اعتراف کے مستحق ہوئے ہیں۔۔

امید ہے کہ یہ مقالہ اردو داں طبقہ میں بھی توجہ اور دلچسپی سے پڑھا جائے گا اور وہ ایک بھولا ہوا سبق یا نیم فراموش فرض یاد دلائے گا۔

واللہ الموفق والمعین

ابوالحسن علی ندوی

۲۲ر ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

۲۳ر مئی ۱۹۹۵ء

www.abulhasanalinadwi.org

اقوامِ عالم کے درمیان اُمّتِ اسلامیہ کا حقیقی وزن اور دنیا میں اس کی کارکردگی کا اصلی میدان

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

اور یہ بات محقق ہو کہ حق تعالیٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا، حالانکہ تم بے سروسامان تھے، سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم شکرگزار رہو[1]

اس آیت کریمہ میں معرکۂ بدر کا ذکر ہے، مختصر سی آیت ہے لیکن اس کے اندر ہمارے لیے بہت سامانِ عبرت ہے، یہ ایک ایسا سبق ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہماری فکر کو جِلا بخشتا رہے گا اور عزائم کو سینوں میں بیدار رکھے گا۔ یہی نہیں بلکہ اس آیت میں ہماری حیثیت کا تعین بھی ہے، اقوامِ عالم میں ہمارا کیا کردار ہونا چاہیے اور زندگی کے ہر موڑ پر اور بدلتے ہوئے حالات میں ہمارا کیا موقف ہونا چاہیے، اس کی طرف واضح رہنمائی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ دنیا کے وہ حصے جن کو ہم عالمِ اسلام کہتے ہیں، جن میں حکومتیں بھی ہیں اور ریاستیں بھی، دولت کی ریل پیل بھی ہے، زندگی کی آسائشیں بھی موجود

---

[1] آلِ عمران آیت ۱۲۳، ترجمہ از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، علم وفن کا بھی چرچا ہے، کتب خانے، مدرسے اور یونیورسٹیاں بھی ہیں، زندگی کی سرگرمیوں کے تمام میدان موجود ہیں، یہ سب کے سب بلا کسی استثناء کے معرکۂ بدر میں فتح ونصرت کا صدقہ ہیں، اگر خدانخواستہ اس جنگ میں کفار کی سازش کامیاب ہوجاتی ایسی سازش جس کا جال بڑی ذہانت اور فکری کاوش سے تیار کیا گیا تھا، اور قریش کے کفار نے اپنی ترکش کا ہر تیر نکال کر رکھ دیا تھا، اگر خدانخواستہ ان کی سازشیں کام کر جاتیں اور مسلمانوں کو شکست ہوجاتی تو آج عالم اسلامی کا وجود ہی نہ ہوتا، نہ علمی سرگرمیاں ہوتیں، نہ حکومت وجہاں بانی کا کوئی خواب دیکھ سکتا جب زندگی ہی سرے سے نہ ہوتی تو پھر زندگی کے مظاہر بھی نہ ہوتے۔ یہ تاریخ کی ٹھوس، ناقابل انکار اور پائدار حقیقت ہے۔

حضرات! آپ مجھے کہنے دیجئے کہ آج زمین کا ہر وہ چپہ، ہر شہر اور علاقہ جو مسلمانوں سے آباد ہے جس کو عالم اسلام میں شمار کرتے ہیں، یہاں تک کہ برصغیر ہند، جہاں مسلمانوں کی بڑی بڑی، وسیع آبادیاں ہیں اسی طرح مسلمانانِ مصر، مسلمانانِ شام مسلمانان عراق وترکی اور وہ تمام مسلمان جن سے مشرق اقصیٰ، عالم عرب، مشرقی جنوبی ایشیا آباد ہے، اگرچہ ان کی ریاستیں جدا جدا ہیں اور ان کے مقامی مسائل ومشکلات متنوع ہیں، ان میں گروہ بندیاں بھی ہیں اور ان کے رنگ روپ بھی علیحدہ علیحدہ ہیں اور ان میں بے شمار تہذیبیں خاندان اور مقامی رنگ بھی داخل ہیں، یہ سب کے سب آج اس لیے مسلمان کہے جاتے ہیں کہ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتحیاب کردیا تھا، آج

www.abulhasanalinadwi.org

جو کچھ ہے سب اسی جنگ بدر میں فتح یابی کا صدقہ اور اس کا پرتو ہے۔

اگر کہیں اس جنگ میں مسلمان ناکام ہو جاتے تو صاف سن لیجئے کہ عالم اسلامی نام کی کوئی چیز اس آسمان کے نیچے نہ دکھائی دیتی، اسلامی دعوت و تبلیغ کو دنیا میں اپنی راہ نکالنے کا کوئی راستہ نہ ہوتا، دلوں کو موہ لینے کی صلاحیت، ملکوں کو فتح کرنے کی قوت، اس کے نام پر حکومتیں بنانے کا حوصلہ، اداروں، مدرسوں اور کتب خانوں کی یہ چمک دمک، یہ سرگرمیاں اور نشاط و قوت کے مظاہر سب ناپید ہوتے، نہ اس قوم میں کوئی نادرۂ روزگار عالم و صاحب فن ہوتا نہ اولیاء و صالحین کی کوئی جماعت ہوتی اور نہ آوازۂ حق کہیں سنائی دیتا۔

لیکن آپ حضرات میں جن کا مطالعہ وسیع اور گہرا ہے، تاریخ و سیرت نبوی کا مطالعہ کر چکے ہیں وہ اس معرکہ بدر میں پیش آنے والے ایک واقعہ سے جب گذرتے ہیں تو ایک اور صرف ایک جملہ ان کی توجہات کا مرکز بن جاتا ہے وہ حیرت و عظمت کے جذبات سے سرشار ہو جاتے ہیں، مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو سرسری طور پر اس جملہ کو پڑھتے ہیں اور سرسری طور پر گزر جاتے ہیں، حالانکہ یہ بات ایسی نہیں ہے کہ اس کو سرسری اور سطحی طور پر کوئی پڑھ کر گزر جائے، یہ جملہ حیران و ششدر کرنے والا جملہ ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ کا معائنہ فرمایا اور صحیح صورت حال کا جائزہ لیا اور کفار کی قوت، ان کے سروسامان جنگی ہتھیار،

www.abulhasanalinadwi.org

تعداد کی کثرت، اور جوشِ انتقام سے بھرے ہوئے کفار کے تیور دیکھے تو آپؐ کو مسلمانوں کی تعداد اور سامان جنگ کی انتہائی قلت نظر آئی، جو لوگ مکّہ سے اس عزم و جوش سے نکلے تھے کہ اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکیں گے، ان میں سے ایک ایک کی آنکھ میں خون اترا ہوا تھا، دوسری طرف مٹھی بھر مسلمان تھے جو کفار کی مہم کو ناکام بنانے کے لیے آئے تھے، جہاد فی سبیل اللہ جن کا مقصد اور آخرت جن کا مقصود تھی، دونوں فوجوں کے درمیان فرق معمولی نہیں غیر معمولی تھا، سامان جنگ اور جنگی تجربات اور تعداد کوئی چیز بھی ایسی نہ تھی کہ مسلمان ان کفار کا مقابلہ کر سکتے، وہ ہزار کی تعداد میں تھے اور یہ صرف تین سو تیرہ (۳۱۳)[1] انبیائے کرام علیہم السلام باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر ہمیشہ بھروسا رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر یقین ان کا اصلی اثاثہ ہوتا ہے پھر بھی ناموس فطرت اور دنیائے اسباب کی سنّت سے بھی واقف ہوتے ہیں، اس لیے وہ کبھی حقائق کا جائزہ لینے سے غافل نہیں رہتے۔

چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریقوں کے درمیان اس درجہ نمایاں اور بھیانک فرق کو دیکھا اور سامان و تعداد کی کثرت جو حملہ آور کفار کے قبضہ میں تھی اور

---

[1] یہ روایت احمد و البزاز و الطبرانی کی ہے، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی یہی تعداد لکھی ہے۔ اور سیرو مغازی کے علماء مثلاً ابن اسحاق نے بھی اس کی توثیق کی ہے (ملاحظہ ہو ابن اسحاق ج ۱/۲، صفحہ ۲۹۱) اور دوسری روایتیں بھی ہیں مگر سب میں تعداد یہی ہے یا اس کے لگ بھگ ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس کی قلت جو دفاعی مورچہ میں مسلمانوں کے پاس تھی دونوں کا موازنہ کیا تو ملاحظہ فرمایا کہ فرق کوئی معمولی نہیں ہے ایسے موقع پر نظام کائنات اور سنت تکوینی کا تقاضہ تھا کہ آپ ظاہری اسباب سے صرف نظر نہ فرماتے لہٰذا آپ کو صاف نظر آ گیا کہ مسلمانوں کی فتح صرف قوت کے بل بوتے پر نہیں ہو سکتی، جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریادرسی نہ ہو، ان کمزور اور نہتے مسلمانوں کی دستگیری عالم غیب سے نہ ہوتی تو کامیابی مشکل ہی نہیں محال ہے، واضح طور پر بالکل کھلی مدد کی ضرورت تھی جو تمام تصورات و تخمینات، اندازوں اور جائزوں سے ماورا، خرق عادت اور معجزہ کی شکل میں سامنے آئے۔

کہاں ایک ہزار مسلح بکتر بند ماہرین جنگ اور کہاں ۳۱۳ مسلمان، جن میں بڑی عمر کے لوگوں کے ساتھ نوخیز و نوعمر صاحبزادگان بھی تھے، آپ نے اس منظر کو دیکھ کر حالات کا جائزہ لینے میں کوئی کمی نہیں کی کیوں کہ یہ آپ کے فرائض نبوت و قیادت میں داخل تھا، اس حقیقت پسندانہ جائزہ کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ کے آگے سربسجود ہو کر عرض کیا:

اللّٰهمّ إن تُهلِكْ هٰذه العِصابةَ لا تُعبَدْ

یعنی اے اللہ اگر تو نے اس مختصر جماعت (جو مسلمانوں کی یہاں جمع ہی) کو ہلاک کر دیا تو تیری عبادت نہ ہوگی۔

یہ جملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار کیے جانے کے لائق ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

کس کی مجال تھی کہ ایسی بات اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہے؟ کہ اگر آپ نے ایسا کیا تو ایسا ہوگا اور ایسا کیا تو یہ ہوگا، پھر پیغمبر بھی وہ جو اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر چہنا ہوا، محبوب، باوقار، باوجاہت ہو، ایسا رسولؐ جس کو اللہ تعالیٰ نے منتخب ہی اس لیے کیا تھا کہ اس کے پیغام اور لائے ہوئے دین کو قیامت تک باقی رکھے گا اور ہمیشہ اس کا ناصر ومددگار ہوگا وہ کہے "اگر تو نے مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو تیری عبادت نہ ہوگی"۔ یعنی اے اللہ اگر تو نے اس جماعتِ مختصر کی شکست کرادی تو دنیا کا تو کوئی نقصان نہ ہوگا، انسانیت کو کسی مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا دنیا کی حکومتیں اور دنیا کے ملک اسی طرح رہیں گے جس طرح آج ہیں، دنیا کے خزانوں میں کمی نہیں آئے گی، دنیا میں کمانے کھانے کے جو کام ہو رہے ہیں وہ اسی طرح ہوتے رہیں گے، بڑے دانشور، حکمت ودانائی میں ممتاز افراد جس طرح ہوتے آئے ہیں اسی طرح پیدا ہوتے اور مرتے رہیں گے، لیکن صرف ایک بات جو نہیں ہوگی وہ ہے خالص تیری ذات پاک کی عبادت، تیرے احکام کا دنیا میں نفاذ اور تیرے دین حنیف کی بقاء، یہ کام نہیں ہوگا اور سب کچھ ہوگا، کیوں کہ اپنی تعداد میں کمی اور دفاعی اسلحہ میں ناقص ہونے کے باوجود روئے زمین پر تنہا یہی جماعت ہے جو توحید کی داعی اور تیری عبادت گزار ہے، جس کا بھروسا صرف تجھ پر اور جس کا اعتماد تیری ذات پاک پر ہے، جس کی عبادت صرف تیری ذات پاک کے لیے ہو اور جس کو یقین ہو کہ کائنات پر صرف تیرا تصرف ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے، تو ہی قادرِ مطلق،

www.abulhasanalinadwi.org

حاکم مطلق اور مالک الملک ہی، عبادت و طاعت کا تنہا سزاوار ہی، صرف تیرے احکام اور صرف تیری شریعت کا یہ حق ہے کہ وہ دنیا پر نافذ ہو اور بے چون و چرا اس کی فرمانبرداری کی جائے۔

سیرت نبوی میں ان سطور کو پڑھنے والا اگر ہوشمند ہی، اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال سے واقف ہو اور اس کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بے نیازی کیا معنی رکھتی ہی، اس کی قادر و قاہر ذات جو ساری مخلوقات سے بے نیاز ہو اور جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہی، جو غنی بھی ہو اور قوی بھی ہے، اس حقیقت کا ادراک رکھنے والا شخص جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ پڑھتا ہو اور وہ بھی ایسے نازک لمحات میں جو خوف و ہراس سے پُر ہیں اور جب کہ سوائے الحاح وزاری اور اس کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے کوئی چارہ کار نہیں وہ حیران رہ جاتا ہے، ایک طرف اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور غنی ذات کو دیکھتا ہی دوسری طرف رسول برحق کی زبان پاک سے ایسے الفاظ سنتا ہی جس کا مطلب یہ ہی کہ اے اللہ اگر تو نے اس مختصر گروہ کو ختم کر دیا تو تیری حکمرانی باقی نہیں رہے گی۔ ایسے پُر ہول لمحات میں یہ دُعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی، کیوں کہ یہ بات جو رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی تھی وحی خداوندی تھی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام تھا اللہ حاضر و ناظر، غیب و موجود کو جاننے والا ہی، وہ مسلمانوں کی بے بسی، کمزوری، تعداد کی کمی اور اسلحہ کی قلت کو دیکھ رہا تھا اور یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ مقابلہ میں جو دشمن ہیں وہ کس درجہ

www.abulhasanalinadwi.org

اسلحہ سے لیس اور کتنی بڑی تعداد میں ہیں، اس عظیم تفاوت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے ہم کنار کیا۔

لہٰذا یہ بات آئینہ کی طرح روشن ہو کر ثابت ہو گئی کہ مسلمانوں کو باقی صرف اس لیے رکھا گیا ہے کہ ان کے وجود سے دعوت الی اللہ کا سلسلہ قائم رہے گا اور ان کی بقا و سربلندی کی صرف یہی شرط ہے کہ وہ اس دعوت پر قائم رہیں تاکہ خدائے عزّ وجل کی عبادت ہوتی رہے اور اس کی حاکمیت مطلقہ کو تسلیم کیا جائے اور اس کی شریعت کے احکام دنیا پر نافذ ہوں۔ اور اگر مسلمانوں نے کہیں اپنی خصوصیت ضائع کر دی تو مجھے صاف صاف کہنے دیجیے کہ خواہ جتنے مسلمان ہیں سب کے سب والیان ریاست اور ارباب حکومت بن جائیں (میں کسی ریاست یا صاحب ریاست کا حاسد یا بدخواہ نہیں ہوں بلکہ جتنی مُسلم ریاستیں ہیں اُن کے لیے دعاگو ہوں اور اُن کی ترقی و خوش حالی کا متمنی ہوں) لیکن یہ کہتا ہوں کہ امت اسلامیہ نے اگر اپنا یہ امتیاز کھو دیا، وہ واحد امتیاز جو ان کے بقاء کا ضامن ہے اور جس کے صدقہ میں ان کو بحیثیت مسلم زندگی عطا کی گئی ہے یعنی اللہ کے دین کی دعوت اور صرف اس کی عبادت اور اس کے احکام کو بلا چون وچرا تسلیم کرنے کا امتیاز، اس کی شریعت اور احکام شریعت کو فرد اور سوسائٹی پر پوری طرح نافذ کرنے والی امت ہونے کا امتیاز، جو زندگی دینی تعلیمات و احکام کے مطابق ہو اس زندگی کو عام کرنے اور رائج کرنے کا عزم رکھنے کا امتیاز، اگر یہ امتیاز خدانخواستہ مفقود ہو گیا تو خواہ دنیا کی دولت ان کو مل جائے پھر بھی ان کے

www.abulhasanalinadwi.org

وجود و بقا کی کوئی ضمانت نہیں کی جا سکتی، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "اے اللہ اگر تو نے ان مٹھی بھر تعداد رکھنے والے مسلمانوں کی غیبی مدد نہیں کی تو روئے زمین پر کوئی تیرا نام لینے والا نہیں رہے گا" یہ بات بلا شبہ صرف ایک پیغمبر برحق ہی کہہ سکتا ہے، جس پر وحی الہٰی کا نزول ہوتا ہو اور جس کی عند اللہ حیثیت ہو، لہٰذا میں پوری صراحت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اگر مسلمان دعوت حق سے کنارہ کش ہو گئے اور اپنی اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے جو ان کے سپرد کی گئی ہے اور جس کی خاطر ان کو سرفراز کیا گیا ہے تو پھر دنیا میں ان کے حفظ و بقا کی کوئی ضمانت نہیں لی جا سکتی، خواہ ان کے پاس فوجی طاقت ہو، عددی طاقت ہو، اقتصادی طاقت ہو، بہتر سے بہتر مواقع میسر ہوں اور جو بھی جاہ و حشمت ان کو ملی ہو سب بے کار اور سب بے سود و بے نفع ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت ان کی اسی صفت کی بنا پر کی تھی کہ "اگر یہ نہ رہے تو تیری عبادت نہ ہوگی"۔ یوں سب کچھ ان کو مل سکتا ہے، یہ سب کچھ پا سکتے ہیں، حکومتیں ملتی رہیں گی، دولت پا سکتے ہیں، مگر امانت خداوندی یعنی دعوت الی اللہ جس سے صرف اللہ کی پرستش ہو اور اس کا پیغام سرمدی دنیا میں باقی رہے اور غلبہ و سطوت صرف اللہ کا رہے، اس کے احکام زمین پر جاری ہوں، زندگی کے ہر موڑ پر اس کے احکام کی پیروی ہو اور دینی تعلیمات تمام بدلتے ہوئے حالات میں رہنما ہوں۔ یہ نہیں ہوگا۔ اور جب یہ نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت و نوازش بے پایاں سے امت محروم ہو جائے گی۔

www.abulhasanalinadwi.org

لہٰذا وہ چیز جس کی حفاظت مسلمانوں پر فرض ہو اور جس کے لیے ان کے اندر غیرت و حمیّت ہونا چاہیے اور جس کو وہ اپنی جان سے، صحت سے، اپنی دانائی و ہوشمندی سے زیادہ عزیز رکھیں اور جس کو دولت و حکومت پر ترجیح دیں، اپنی شہرت و ناموری کے پروپیگنڈے اور اپنی سیاسی تگ و دو سے زیادہ اہمیت دیں اور جذبۂ حکمرانی اور اپنے حدود سلطنت کو وسیع کرنے کی تمنائیں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کے دین کا داعی و مبلغ سمجھیں، علَمِ توحید کو سربلند اور اللہ کے دین کو سرسبز و شاداب رکھنے کی آرزو ان کی تمام آرزوؤں اور تمناؤں پر غالب آجائے، آخرت کو دنیا پر ترجیح دیں، اللہ کی رضا اور اس کے احکام کے اجراء کو ہر مقصد اور ہر نسبت پر قربان کرنے کا جذبہ ان کے اندر بیدار کریں، ان کے بقاء کی ضمانت اسی میں ہے کیوں کہ ان کا وجود ملّی اسی دھاگے سے بندھا ہوا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا قبول فرمائی تھی اور مسلمانوں کو فتحیاب کرنے اور ان کو باقی رکھنے کا فیصلہ فرمایا تھا تو گویا ان کی بقاء کو عبادت سے مشروط فرما دیا تھا، عبادت کا مفہوم صرف فرائض مقررہ کی ادائیگی نہیں بلکہ اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا اور اس کی رضاجوئی اور خوشنودی کو سب پر مقدم رکھنا، اور دین کو وسیع تر آفاقی و عالمی پیمانہ پر پھیلانے کی سعی کرنا بھی اس میں داخل ہے، لہٰذا اگر مسلمانوں کا رشتہ عبودیت کی زندگی سے منقطع ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کا رشتہ زندگی سے منقطع ہو گیا، جس امر کے باعث ان کو فتح سے سرفراز کیا گیا تھا اور جس کی وجہ سے وہ باقی رکھے گئے

www.abulhasanalinadwi.org

تھے وہ سلسلہ ہی ختم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ضمانت حیات بھی ختم ہو گئی اور ان کی حیثیت دنیا کی دوسری قوموں کی طرح رہ گئی کہ اگر وہ دنیا کے عام قانون حیات کے مطابق ترقی و خوشحالی کے کام کریں گے تو ترقی و خوشحالی ہوگی اور ادبار و زوال کی راہ پر چلیں گے تو ان کے نصیب میں ذلت و زوال آئے گا، بلکہ عام قانون کے مطابق جس قدر ذلت و ادبار ہونا چاہیے اس سے زیادہ ذلت و رسوائی کا ان کو سامنا کرنا پڑے گا، کیوں کہ دوسری قوموں کی بقاء و تحفظ کو کسی شرط سے مشروط نہیں کیا گیا تھا اور ان کے حق میں یہ آیت کریمہ صادق آئے گی:

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا [1]

آپ (عام طور پر لوگوں سے) کہہ دیجیے کہ میرا رب تمہاری ذرا بھی پروا نہ کرے گا، اگر تم عبادت نہ کرو گے، سو تم (احکام الٰہیہ کو) جھوٹا سمجھتے ہو تو عنقریب (یہ جھوٹا سمجھنا تمہارے لیے) وبال جان ہوگا۔

مسلمانوں نے اس شرط کو پورا کیا اور اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کی لاج رکھی اور یاد رکھا کہ ان کو دشمن پر غالب و فتحمند کیا گیا تھا اور عین اس وقت فتح و نصرت دے کر ان کی مدد کی گئی تھی جب سامنے یہ نظر آ رہا تھا کہ دشمن ان کو بدر کے میدان میں پیس کر رکھ دیں گے، ان کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیں گے مگر ان کو مدد دے کر

---

[1] الفرقان آیت ۷۷ (ترجمہ مولانا تھانویؒ)

www.abulhasanalinadwi.org

غالب کیا گیا اور روئے زمین پر باقی رکھا گیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا سلسلہ ان کے دم سے باقی رکھنا منظور تھا۔

وہ اس پیغام عبادت کو لے کر دنیا میں پھیل گئے، اس پیغام کو لے کر بادشاہوں کے پاس بھی گئے اور عوام الناس کے پاس بھی، اسی کی خاطر انھوں نے ہجرت بھی کی اور جہاد بھی، اسی کے لیے انھوں نے جنگیں بھی لڑیں اور معاہدے بھی کیئے، ان کے سامنے یہ حقیقت ہمیشہ جلوہ گر رہی کہ وہ اللہ کے فرستادہ اور اس کے حکم کے بندے ہیں، اسلام کا جھنڈا انھوں نے چار دانگ عالم میں لہرایا، اور بجا طور پر یہ سمجھتے رہے کہ وہ خلق خدا کے مخلص خادم اور محسن ہیں، اللہ کے بندوں کو خواہشات کی غلامی سے نکالنے والے ہیں، جاہلیت کے رسم ورواج اور جاہلی سماج کے عائد کردہ ان بندھنوں سے ان کو آزاد کرانے والے ہیں جن بندھنوں کو وہ معیار ترقی سمجھ رہے تھے حالاں کہ وہ خواہشات اور رواج کے قیدی تھے جس طرح کوئی بھی قیدی پابند سلاسل ہوتا ہے، وہ تھے تو غلام مگر اپنے کو آقا سمجھ رہے تھے، ان کی زندگی رسم و رواج کے پنجروں میں ایک پرندے کی طرح بند تھی، وہ دوسروں کے رحم وکرم پر زندگی کے دن پورے کر رہے تھے، وہ کھانے پینے کے آداب بھی دوسروں سے مستعار لیے ہوئے تھے اور اپنی اس پسماندگی، ذلت ونامرادی کو عیش وکامرانی سمجھ رہے تھے ان کے سارے جاہ وحشم اور دولت وخوش حالی کے مظاہر کھوکھلے اور بے جان تھے، حقیقت یہ ہے کہ وہ پنجرہ میں بند تھے۔ قفس تو قفس ہی ہے خواہ لوہے کا ہو یا سونے کا،

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی حق گوئی و بے باکی کی بے شمار مثالیں ہیں انھیں میں سے وہ مذاکرہ بھی ہے جو ایران کے فاتح مسلمان فوج کے ایک سپاہی اور فارس کے کمانڈرانِ چیف "رستم" کے دربار میں پیش آیا۔

رستم نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ اپنا کوئی نمائندہ بھیج دیں جس سے یہ معلوم کیا جائے کہ آپ کے اس حملہ کا مقصد کیا ہے؟ یہ واقعہ قادسیہ سے پہلے کا ہے، حضرت سعدؓ نے حضرت ربعی بن عامرؓ کو اپنا نمائندہ بنا کر فارس کے سپہ سالار اعلیٰ (کمانڈرانِ چیف) رستم، کے پاس بھیج دیا، حضرت ربعیؓ وہاں پہنچ گئے، رستم نے اپنا دربار بڑے شاہانہ کرّوفر سے سجا رکھا تھا، اعلیٰ درجہ کے نقشین قالینیں بچھی ہوئی تھیں جن پر سونے اور موتیوں کی میناکاری تھی، ہر طرف ہیرے موتی اور لعل و یاقوت کی چمک دمک تھی، رستم کے سر پر جواہرات کا قیمتی تاج تھا، حضرت ربعیؓ وہاں پہنچتے ہیں جسم پر ایک بھدّے قسم کا چغہ ہے، ہاتھ میں تلوار اور ڈھال، ایک معمولی سا چھوٹے قد کا گھوڑا جس پر سوار ہیں، اور اس پر سوار قصر شاہی میں داخل ہو گئے، نظریں نہ منقش در و دیوار پر ہیں اور نہ ہیرے جواہرات کی آرائش و نمائش پر، آگے بڑھ کر گھوڑے سے اترتے ہیں اور اس کو باندھنے کے لیے کوئی کھونٹا نہیں ملا تو قصر شاہی کے ایک گاؤ تکیہ سے اس کو باندھ دیتے ہیں اور اس شانِ استغنار سے بڑھتے ہیں کہ زرہ جسم پر ہے، خود سر پر، اور تلوار ہاتھ میں۔

دربار کے کسی چوبدار نے کہا: آگے بڑھنے سے پہلے اپنے اسلحہ اتار کر یہاں رکھ دو۔

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت ربعی نے کہا: میں (اپنے کسی کام سے) نہیں آیا ہوں، میں تم لوگوں کے بلانے پر آیا ہوں، جی چاہے مجھے اسی طرح جانے دو اور اگر یہ منظور نہیں ہے تو میں لوٹ جاتا ہوں۔

رستم نے کہا: اس کو آنے دو، آپ آگے بڑھے، ہاتھ میں تلوار تھی جو چھڑی کا کام دے رہی تھی، اس پر ٹیک لگاتے ہوئے چلے تو فرش تالیں ایک دو جگہ سے ادھڑ گئی۔

رستم نے پوچھا: یہاں تم کس کام سے آئے ہو؟

جواب دیا:

ہم اُٹھے ہیں کہ ہم بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی پر لگادیں دنیا کی تنگی سے ان کو نکال کر اس کو وسعت عطا کریں، مذاہب کے پیدا کردہ مظالم سے نکال کر اسلام کے عدل کا راستہ دکھائیں اللہ نے ہم کو مامور کیا ہے کہ اس کی مخلوق کا رُخ اللہ کے دین کی طرف پھیر دیں، جس کو یہ راستہ پسند ہو اور اس کو قبول کرلے تو اس سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے ہم لوٹ جائیں گے، اور جو انکار کرے گا اس سے ہم اس وقت تک برسرپیکار رہیں گے جب تک کہ اللہ کا وعدہ پورا نہ ہو جائے۔

پوچھا گیا کہ: اللہ کا کیا وعدہ ہے؟

فرمایا: انکار کرنے والوں سے جو جنگ میں مرجائے گا اس کے لیے جنت، اور جو زندہ رہ جائے اس کے لیے کامیابی و کامرانی۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہ تھی مختصر سی گفتگو (جس کو آج کل کی سیاسی اصطلاح میں مذاکرات کہا جاتا ہے) جس کا ذکر اسلامی غزوات اور دعوت اسلامی اور مسلمانوں کی تاریخ میں آتا ہے، لیکن عام طور پر لوگ اس سے سرسری طور پر گزر جاتے ہیں، تاریخ کے انبار میں یہ بات دب کر رہ گئی ہو، اس کی معنویت، گہرائی، قوت اور جرأت مندانہ انداز میں دعوت پیش کرنے کی روح جو ان چند جملوں میں پوشیدہ ہے اس کی طرف کم نگاہ جاتی ہے، عرب کے ایک بدوی علاقہ کا مسلمان سپاہی اپنے اندر کس قدر جوش وجسارت اور حمیّت وغیرت رکھتا تھا اور کس طرح دعوت اسلام کی حقیقت سے اس کی روح سرشار تھی، اس کی طرف عام طور پر لوگوں نے توجہ نہیں دی ہے۔

موجودہ زمانہ کی نوعیت اور مغربی ممالک کی نوعیت (جو اس وقت فکری وسیاسی، تمدنی اور معاشی امور میں دنیا کی قیادت اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے ہیں) اس زمانہ سے مختلف نہیں ہے جب کہ اسلام کی دعوت کا آغاز ہوا تھا اور جس وقت اسلام کے داعی پیغام حق لے کر دنیا میں پھیل گئے تھے اور اقوام عالم کو، ان کی سوسائٹیوں کو، ان کی حکومتوں کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔

ابھی میں نے جو حضرت ربعی بن عامرؓ کی مثال دی اور ان کے مذاکرات کو نقل کیا، جو ان کے اور رستم کے درمیان ہوئے تھے، وہ ایک ایمان افروز واقعہ ہے، غور کیجیے، کہاں ایک عرب کا بدوی سپاہی اور کہاں ایران کا کمانڈر اِن چیف، رستم جو شہنشاہ ایران کے بعد وہاں کی اس وقت کی بڑی شخصیت کا حامل تھا، اس کا

www.abulhasanalinadwi.org

جاہ و جلال، خدم و حشم، آرائش و نمائش کے وہ ساز و سامان جو نگاہوں کو خیرہ کر دیں، دوسری طرف اس وقت کی دو عظیم طاقتیں، ساسانی اور رومانی، جس کے تحت بڑے بڑے شہر آباد تھے، لاتعداد سماجی و علمی معاشرے تھے، اَن گنت معیار اور پیمانے تھے، رسوم و رواج، نظریات و افکار تھے اور سب اپنے عروج پر تھے اور یہی پوری دنیا پر عقلی و ذہنی حکمرانی کر رہے تھے، تہذیب و تمدن کا رُخ بنانے میں، اقتصادی و سیاسی ڈھانچوں کی تشکیل میں، عقل و فکر پر اثر انداز ہونے میں انہی دونوں طاقتوں کا براہ راست دخل تھا، اور ان دونوں کے درمیان بہت زیادہ فرق نہیں تھا۔

دوسری طرف وہ فرق جو چھٹی صدی عیسوی کی مشرقی دنیا اور بیسویں صدی کی مغربی دنیا کے درمیان دیکھا جاتا ہے وہ ان دونوں میں مشرق و مغرب کے زمینی و زمانی فرق سے کم ہے زیادہ نہیں۔

آج آپ دیکھتے ہیں کہ جاہلیت[1] (اپنے مکمل مفہوم میں) پورے مغرب کو اپنی گرفت میں لیئے ہوئے ہے، وہ مغرب جو اعلی ثقافت اور تمدنی عروج کے نقطہ کمال تک پہنچا ہوا ہے، جاہلیت کے تمام خصائص (جن کا مؤرخ ذکر کرتے ہیں اور جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں) سب کا محور مادی منافع کا زیادہ سے زیادہ حصول، لذت اندوزی اور نفس پرستی جس طرح اور جس راستہ سے حاصل ہو (جو ایک قدیم یونانی بقیوری کا خلاصہ

---

[1] جاہلیت اس طرز زندگی یا اس معاشرہ کا نام ہے جو تعلیمات نبوت سے بے نیاز اور آسمانی ہدایات سے محروم ہو، اس کا اطلاق طرز زندگی، عقیدہ اور معاملات، خیر و شر کے معیار سب پر ہوتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہے[1]) اس کو حاصل کر لینا یا پھر سیاسی و اقتصادی نفوذ و اختیارات پر قبضہ کرنا، اس کے مقابلہ میں جہاں مذہب کا ذکر آئے اس کو ایک انفرادی معاملہ قرار دینا، جو ایک خاص مقام (گرجوں) اور خاص اوقات (مذہبی تہواروں) میں منا لیا جائے، اس نظام (جاہلیت) کا انسان سازی میں کوئی دخل نہیں ہے، فرد و جماعت کے کردار، سیاسی ہو یا اقتصادی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

اگر زمانۂ ماضی کے شاہان تاجدار دنیا سے الگ تھلگ قید خانہ میں وقت گزارنے والے کی طرح زندگی گزار رہے تھے تو مغرب اس سے وسیع قید خانہ میں مقید ہے، شاہزادے اور والیان ریاست کے پنجروں سے زیادہ حسین اور خوشنما پنجرے ہیں جن کے اندر اہل مغرب کی انسانیت زندگی بسر کر رہی ہے۔ یہ قید خانہ یا پنجرہ نمائشی آداب (FASHIONS) اور مصنوعی وضع داریوں ETIQUETTES کی پابندی ہو جس کو بہت باریک بینی اور نوک پلک کے ساتھ برتا جاتا ہو، لباس، رہائش اور نمائش کے وہ فرسودہ اور از کار رفتہ رسم و رواج جن کو معاشرتی زندگی کا اہم جزء سمجھ لیا گیا ہے اور اپنے بڑے لوگوں میں اس کو تلاش کرتے ہیں اور کم ہونے پر انگلی اٹھاتے ہیں، اس لحاظ سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ تمدن پرور اور تمدن کا پروردہ مغرب ان قوموں سے مختلف نہیں ہے جو ماقبل اسلام بڑی بڑی شاہنشاہیوں میں پائی جاتی تھیں، زمانۂ جاہلیت (قبل اسلام) میں

---

[1] ایک قدیم یونانی فلسفہ جس کو عربی میں "ابیقوریہ" لکھتے ہیں، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ لذت اندوزی اصل اور مقصدِ انسان ہے خواہ جس طرح ہو اور جہاں سے ملے۔

www.abulhasanalinadwi.org

انسان بُت پوجتا تھا، اس کے روایتی و آبائی صنم بھی تھے اور نئے نئے بنائے ہوئے بت بھی تھے، اور موجودہ مغرب میں بھی آپ کو نظر آئے گا، لذت اندوزی اور نفس پرستی کا وہ اسی طرح غلام ہے جس طرح وہ لوگ پتھر کے صنم کو اپنا معبود اور اپنے آپ کو اس کا غلام سمجھتے تھے۔ لذت اندوزی کے وسائل پر اور ان کی ساری تگ و دو اسی محور پر گردش کرتی تھی، خود ان کا وجود ان کی خود عائد کردہ پابندیوں کی وجہ سے ایسا تھا جیسے ایک شوخ ناز پروردہ پرند، یا کوئی معزز قیدی ہو، اور آج کا مرد فرنگ خواہ اس کی دولت کا کوئی ٹھکانا نہ ہو، حکومت و سیاست کی باگ ڈور بھی اس کے ہاتھ میں ہو، وہ بھی سوسائٹیوں کی عائد کردہ پابندیوں میں جکڑا ہوا ہے، حیثیت، معیار (STANDARDS & VALUES) کے گھروندوں سے باہر سر نہیں نکال سکتا، خواہ کتنی ہی بڑی شخصیت کا مالک ہو، حاصل یہ کہ دونوں، قدیم جاہلی انسان اور جدید مغربی انسان دونوں کی ضرورت ایک ہی تھی اور اب بھی ہے کہ دنیا کی تنگنائیوں سے اس کو نکال کر اس کو آزادی کی نعمت دی جائے۔ لیکن اب کون ہے جو حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کی سنت انفرادی یا اجتماعی شکل میں زندہ کرے اور مغرب یا اہل مغرب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کو مخاطب کرے، وہ اہل مغرب جو آج مادی طاقتوں کے قارون بنے بیٹھے ہیں اور اپنی سیاسی و اقتصادی حکمرانی سے دنیا کو اپنی انگلیوں پر نچا رہے ہیں آج کون ہے جو ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کی سی جرأت ایمانی رکھتا ہو جس نے ساسانی سلطنت کے نائب اعظم "رستم" کو مخاطب کیا تھا، آج ضرورت ہے کہ کوئی فرد یا جماعت اس درجہ کی بے باکی و صداقت شعاری کے ساتھ قیمت اسلامی اور

عزت نفس کے ساتھ یورپ کو حقانیت و صداقت کی دعوت دے اور یہ کام (دعوت الی اللہ کا کام) جس میں داعی کی اپنی غرض شامل نہ ہو صرف انسانیت کی بھلائی اور بہبود اس کا مطمح نظر ہو۔

یہ ذمہ داری اُمت اسلامیہ کی وراثت ہے، اس کا فریضہ ہے، ملت کے خاندان، مفکرین اور اہل قلم کی یہ ذمہ داری ہے، جہاں تک یورپ کا تعلق ہے وہ اندر سے کھوکھلا اور آسمانی ہدایت سے محروم اپنے ہاتھ سے بنائی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، اس کی صحیح تصویر شاعر اسلام محمد اقبال کے ان اشعار میں نظر آتی ہے۔

یورپ میں بہت روشنی علم و ہنر ہے — حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات
ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے — سود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگ مفاجات
یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت — پیتے ہیں لہو دیتے ہیں، تعلیم مساوات
وہ قوم کہ فیضان سماوی سے ہو محروم — حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات
ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت — احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

بھائیو! میں آپ سے کہتا ہوں، بلکہ ایک سوال کرتا ہوں کہ اگر قبیلۂ قریش کے وہ افراد جو جنگ بدر اور جنگ اُحد میں مارے گئے تھے مسلمانوں کے خلاف استغاثہ پیش کریں اور کہیں کہ ہم نے تو خود بڑھ کر ان کے پیغمبر کو پیش کش کی تھی کہ وہ اگر دنیاوی ثروت و دولت چاہتے ہیں تو ہم ان کو دولت سے مالا مال کرنے کو تیار ہیں، اگر عیش و عشرت کی زندگی کی طلب ہے اس طرح کہ اپنی پسند سے جس بڑے سے بڑے خاندان میں

www.abulhasanalinadwi.org

چاہیں ان کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کردیں، اگر حکومت و سرداری کی تمنا ہے تو ہم سب مل کر ان کو اپنا سربراہ تسلیم کر لیتے ہیں مگر تمھارے پیغمبر نے کوئی بات قبول نہیں کی اور صاف انکار کر دیا اور یہ کہا کہ ہم اس کے لیے مبعوث نہیں کیے گئے ہیں لہٰذا آج کس طرح تم انہی چیزوں کے پیچھے مر رہے ہو آج تمھیں سوائے عیش و عشرت اور لذت اندوزی کی زندگی کے کچھ نظر نہیں آتا نہ دعوت نہ جہاد۔

اللہ کی عبادت تو کی جاتی ہو مگر اس بات کی دعوت مفقود ہو کہ دین خالص سب کا سب اللہ کا ہو جائے اور اس کی شریعت و احکام کا نفاذ ہونے لگے ہم نے تمھارے سامنے وہ سب کچھ پیش کیا جس کی دنیا کو طلب ہو سکتی ہے مگر آسودہ حالی، فارغ البالی اور عیش کوشی کی زندگی کو تمھارے نبی نے قبول نہیں کیا، رد کر دیا اور کہا کہ ہم اس کام کے لیے مبعوث نہیں کیے گئے ہیں، ہم اس لیے مبعوث کیے گئے ہیں کہ تمھارے سامنے دعوتِ توحید پیش کریں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا راستہ بتائیں، اسلام کو سربلند کریں، کیوں کہ اللہ کے نزدیک مقبول دین صرف اسلام ہے، ہم نے تم سے بے شک جنگ کی کیوں کہ تم اسلام کی حکومت کرنا چاہتے تھے، تم اسلام کی دعوت لے کر اٹھے تھے تم ہی وہ تھے جو کہتے تھے کہ عبادت صرف اللہ کی ہوگی، اللہ تعالیٰ کائنات پر تصرف کرنے والا ہے، وہی مدبر ہے وہی خالق ہے، وہی رازق ہے، اور ہم اس کا انکار کرتے تھے، لہٰذا ہمارے تمھارے درمیان معرکے ہوئے اور ہمارے بہت سے لوگ اس راہ میں ہلاک ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن تم لوگ دنیا پر ٹوٹ پڑے اور جیسے آگ پر پروانے گرتے ہیں اسی طرح تم دنیا پر فدا ہو رہے ہو، تمھاری تمنا ہے کہ تم ناز و نعم میں زندگی گزارو، دولت کا مظاہرہ کرو، اور عیش و عشرت کا سامان جہاں بھی ملتا ہو وہ سب تمھارے قبضۂ قدرت میں آجائے، اب تم میں نہ تو اسلامی غیرت ہے نہ دینی حمیت اور نہ دین کی حفاظت اور اس کی وسعت کے لیے نہ کوئی جوش و ولولہ ہے تمھارے پیغمبر کے ساتھیوں کی جو زندگی تھی اس سے تم کو ادنیٰ درجہ کی بھی مناسبت نہیں رہ گئی.

میں آپ سے معذرت خواہ ہوں، اور آپ سے پہلے میں اپنے ضمیر سے معذرت کرتا ہوں، اپنے اسلامی شعور اور احساس سے معذرت کرتا ہوں اور صاف کہتا ہوں کہ بہت سے ملک اور شہر اور خاص طور پر وہ ملک، شہر جس میں کوئی غیر مسلم جاتا ہے یا تاریخ کا مطالعہ کرنے والا اور قوموں کے مزاج سے واقفیت رکھنے والا شخص جاتا ہے تو اس کو ماضی اور حال کے درمیان واضح فرق نظر آتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ زندگی کا دھارا ہر جگہ یکساں طور پر چل رہا ہے، سوائے کسبِ معاش کے اس قوم کا کوئی مقصدِ حیات نہیں ہے، جس طرح دنیا کی دوسری اقوام ہیں اسی طرح قوم مسلم بھی ہے، خواہشات اور اغراض نفسانی کو پورا کرنے کی خاطر یہ لوگ بھی وہ سب کچھ کرتے ہیں جو دوسرے کرتے ہیں، ان کو اس کی بھی حس نہیں رہتی کہ اپنے اور غیر کے درمیان تمیز کریں مسلمانوں پر غیر مسلموں کو ترجیح دیں گے، تجارت و صنعت اور تجارتی مصالح اور نفع اندوزی کے سوا کوئی مطمح نظر نہیں ہے۔

میرے بھائیو! زندگی گزارنے کا جو طرز مسلمانوں میں رائج ہے وہ اسلام کے دعوتی پیغام سے کوئی میل نہیں کھاتا اور نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مقاصد سے اس کا کوئی ربط ہے جس کے لیے آپ مبعوث کیے گئے تھے اور نہ ان مقاصد سے ان کی زندگی کو کوئی مناسبت ہے جس کے لیے آپؐ اور آپؐ کے ساتھی مدینہ منورہ سے بدر گئے تھے اور جس کی خاطر انھوں نے اپنی جانیں دی تھیں۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم اس نکتہ کو ہمیشہ نظروں کے سامنے رکھیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی تھی اور مسلمانوں کو جنگ بدر میں فتح سے ہمکنار کیا تھا، اللہ نے اپنے رسول کو سچا کر دکھایا کہ اگر یہ امت نہیں رہی تو روئے زمین پر اللہ کا عبادت گزار نہیں رہ جائے گا اور اس طرح مسلمانوں کو باقی رکھا اور مسلمانوں کو بے چارگی، تعداد اور اسلحہ کی کمی کے باوجود ان کے دشمنوں (قریش) پر ان کو فتح ونصرت سے نوازدیا، اسی بنیاد پر اس وقت کے مسلمان زندگیاں گزارتے تھے اور ایک مسلم معاشرہ صحیح معنوں میں وجود میں آیا اور ایک اسلامی زندگی عہد نبویؐ عہد خلافت راشدہ اور متعدد اور طویل تاریخی زمانوں میں سایہ فگن رہی۔

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے ان مقاصد اور اس روح، جذبات اور ان دینی وایمانی محرکات عمل کا حصہ کھودیا، ہم چاہتے ہیں کہ یہاں اور ہر ایسے عرب واسلامی ملک وشہر میں اسلامی زندگی کو سایہ فگن دیکھیں جو نگاہوں سے بھی نظر آتی ہو، تجربہ وعمل میں بھی اس کا مشاہدہ ہوتا ہو، اور ہر انسان اس زندگی کا لطف اور فائدہ

www.abulhasanalinadwi.org

اٹھا سکے اس کے بڑے اجزاء اور مظاہر کیا ہیں؟ توحید پر استقامت اللہ اور اس کے کلام پر کامل ایمان، دنیا پر آخرت کو ترجیح اور اس پر اور اللہ کے خوف و خشیت پر ثبات و استقامت، اہل اسلام اور اہل ایمان کو ان عناصر اور جماعتوں پر ترجیح دینا جو اس دولت سے محروم ہیں (خواہ ان غیر مسلم معاونین اور ہنرمندوں کی اعانت سے کتنا ہی فائدہ پہنچتا ہو) شریعت اسلامی پر مکمل طریقہ پر عمل اور مرد ہوں یا خواتین ہر طبقہ کی اس پر استقامت، پھر دنیا کو (جس میں مغرب بھی شامل ہے) خدائے واحد کی عبادت کی دعوت دینا اور اس کی کوشش کرنا کہ دنیا میں اللہ ہی کی حکومت اور فرمانبرداری کا رواج ہو۔

والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ وسلم وبارک علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وتابعیہ باحسان إلی یوم الدین۔

www.abulhasanalinadwi.org

مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں

مولانا ابوالحسن علی ندوی کے ان خطبات و مقالات کا مجموعہ جو یورپ اور ہندوستان میں مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر پیش کیے گئے، ان مقالات و خطبات میں بڑی جرأت کے ساتھ مغربی تہذیب کے نقائص پر نکتہ چینی اور مشرق کے پرستارانِ مغرب کی غلامانہ ذہنیت اور اندھی تقلید پر صاف صاف تنقید کی گئی ہے۔ اور مشرق و مغرب کی درمیانی خلیج کو پاٹنے اور انسانیت کی صحیح رہنمائی و خدمت کے لئے ایک راہِ اعتدال کی نشاندہی کی گئی ہے۔

اردو ایڈیشن، معیاری کتابت و طباعت مجلد، سائز ۱۸×۲۲/۸

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ
(دار العلوم ندوۃ العلماء)

www.abulhasanalinadwi.org

نبوت و منصبِ نبوت کی اہمیت اور ختمِ نبوت کی ضرورت نیز سیرتِ نبوی پر حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کی حسبِ ذیل شاہکار تصنیفات و محاضرات کا مطالعہ بے حد مفید ہوگا:

★ **منصبِ نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین:** جس میں بنی نوعِ انسان اور تمدنِ انسانی پر نبوت کے احسانات، انبیاءِ کرام کی امتیازی خصوصیات، نبوت کے پیدا کردہ ذہن و مزاج اور طریقۂ فکر، نبوت کے تیار کردہ انسانی نمونوں، نیز نبوتِ محمدی کے آفاقی کارناموں اور ختمِ نبوت کی ضرورت و اہمیت اور اس کے دور رس، عمیق اور انقلاب انگیز اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

★ **نبیِ رحمت ﷺ:** پیغمبرِ خدا اور نبیِ رحمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ و سیرتِ مبارکہ، جس کی ترتیب و تالیف میں قدیم و جدید معلومات و تحقیقات سے فائدہ اٹھانے کی امکانی کوشش کی گئی ہے، زمانۂ بعثت کی تصویر، معاصر دنیا، جزیرۃ العرب اور حجاز کا اہم تمدنی، سیاسی و تاریخی پس منظر، واقعات و حالات، ہدایات و تعلیمات اور نتائج و اثرات کی مستند روداد، جو ہر دور میں افراد و اقوام اور نوعِ انسانی کی ہدایت و رہنمائی کی طاقت و صلاحیت سے معمور ہے۔

★ **کاروانِ مدینہ:** مختلف تقریروں اور مضامین کا مجموعہ جن کا تعلق ذاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی سیرتِ پاک، اس کی تعلیمات و پیام، اس کے عطیات و احسانات اور اس کے عالمگیر نتائج و اثرات سے ہے، آخر میں ایک نعتیہ تمثیلی مشاعرہ بھی ہے جس میں فارسی اور اردو کے مشہور شعراء نے بارگاہِ نبوی میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔

★ **محسنِ عالم ﷺ:** حضرت مولانا کی سیرتِ نبوی پر وہ اہم تقریر جس میں تاریخی حقائق و واقعات کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح معنیٰ میں رحمتِ عالم اور محسنِ انسانیت ہیں، اور آپ کا احسان نسلِ انسانی اور تمدن و تہذیب پر ناقابلِ فراموش اور ناقابلِ انکار ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

★ **انسانیت کے محسنِ اعظم ﷺ — اور — شریف و متمدن دنیا کا اخلاقی فرض:**

اس انگریزی مقالہ کا اصل اردو متن جو ۲۲ر اگست ۱۹۸۹ء کو اسلامک اسٹڈیز سنٹر آکسفورڈ یونیورسٹی انگلینڈ میں پڑھا گیا اور ۲۶ر اگست کو لندن کے بین الاقوامی اسلامک سنٹر پارک روڈ میں مختلف ملکوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے ایک عظیم مجمع کے سامنے عربی، اردو تقریروں اور تشریح و ترجمانی کے ساتھ پیش کیا گیا — اور جس میں بدنام زمانہ رشدی کی ہفوات "شیطانی آیات" کی بلا نام لئے اس کی مقامِ اشاعت سے ایک علمی و مثبت انداز میں تردید و تشنیع ہے۔

★ **نبیِ خاتم و دینِ کامل:** ادیان و ملل کی تاریخ میں اس کی اہمیت و خصوصیت۔

★ **قادیانیت:** اسلام اور نبوتِ محمدی کے خلاف ایک بغاوت۔

★ **سیرتِ نبوی اور عصرِ حاضر میں اس کی معنویت و افادیت:**

★ **نبوت کا اصل کارنامہ:** ★ **سیرتِ نبوی دعاؤں کے آئینہ میں:**

نوٹ:- مذکورہ کتب و رسائل میں سے اکثر چار زبانوں: عربی، اردو، انگریزی اور ہندی میں دستیاب ہیں۔

★ **مقالاتِ سیرت:** از ڈاکٹر محمد آصف قدوائی مرحوم

مصنف نے اسلامیات، جدید موضوعات اور حالاتِ حاضرہ سے گہری واقفیت سے کام لیتے ہوئے سیرتِ طیبہ کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے انھوں نے اس میں سیرت کا عام جائزہ لیکر اس کی روح و عطر کو عصری اسلوب میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے، اور سیرت مطہرہ پر ہونے والے جدید و قدیم اعتراضات کو معذرت خواہانہ انداز کے بجائے محققانہ اور پُر اعتماد طریقے سے رد کیا ہے بحیثیت مجموعی یہ کتاب سیرتِ نبوی کے ذخیرے میں ایک بہت مفید اضافہ کہی جا سکتی ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ کے موضوع پر علامہ سید سلیمان ندوی کی شہرۂ آفاق تصنیف خطباتِ مدراس کا انگریزی ایڈیشن MUHAMMAD—THE IDEAL PROPHET اور اطہر حسین مرحوم کی انگریزی تصنیف PROPHET MUHAMMAD AND HIS MISSION ہماری مطبوعات ہیں اور ہمارے یہاں دستیاب ہیں ان کی قیمتیں ہماری تازہ فہرست کتب سے معلوم ہو سکتی ہیں فہرست کتب مندرجہ ذیل پتہ سے منگوایئے۔

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوۃ العلماء لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org